یہ کلمہ مٹانے والے

محمد ظفراللہ (From Pocatello Idaho)

کچھ دن ہوے ایک دوست نے ایک وڈیو بھیجی جس میں پاکستانی پولیس اہلکاروں کو احمدیوں کے گھروں اور مسجدوں پر سے کلمہ طیبہ اور دوسرے عربی کے کلمات مٹاتے ہوے دکھایا گیا تھا۔ میں دکھی دل سے وہ وڈیو دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ کیا ایک احمدی گھر پر یا ایک احمدی مسجد پر لکھے جانے سے اللہ اور اس کے رسول کے پاک ناموں میں اتنی برائی آجاتی ہے کہ ان کو سیمنٹ کی تہ میں چھپا دیا جاے یا توڑ کر گندی نالی میں بہا دیا جاے؟

خدا جانے کیوں مگر مجھے اس وڈیو کے دیکھنے کے دوران بشر حافی علیہ رحمۃ کا قصہ بھی یاد آتا رہا، شاید اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ یاد دلانا چاہتا تھا کہ اللہ تعالےٰ اپنے ناموں کی تکریم کرنے والوں کے ساتھ کس قدر پیار کا سلوک فرماتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔ بشر حافیؒ کا قصہ میں نے بہت بچپن میں تذکرۃ الاولیا میں پڑھا تھا۔ تذکرۃ الاولیا چونکہ اس وقت میری دسترس میں نہیں، میں تفصیل میں جاے بغیر جس قدر یاد ہے بیان کر دیتا ہوں۔

تذکرۃ الاولیا کے مطابق حضرت بشر حافیؒ اپنی اول زندگی میں ایک عیاش اور شرابی کبابی انسان تھے۔ ایک شام نشے کی ترنگ میں گھر لوٹتے ہوے آپ کو ایک چیز (ہڈی، یا چمڑے کا پارچہ) زمین پر پڑی نظر آئی جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ آپ نے یہ کہکر اٹھا لیا کہ پیارے خدا کا نام اور یوں زمین پر پڑا ہے! اسی نشے کی ترنگ میں اسے گھر لے جا کر عطر میں بسایا، طاق میں رکھا، اور خود سو گئے۔ کہتے ہیں کہ اگلے روز جو سو کر اٹھے تو دنیا ہی بدل چکی تھی۔ نہ وہ رنگین محفلیں تھیں، نہ ہی وہ مے نوشی، بشر حافیؒ اپنے اللہ کے رنگ میں رنگ چکے تھے۔

حافی کا مطلب ہے ننگے پاؤں والا۔ آپ کا نام حافی آپ کے جذب فی اللہ کے بعد پڑا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے یہ کہہ کر کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر جوتے پہن کر چلتے حجاب آتا ہے، جوتے اتار کر ایک طرف رکھ دیے اور پھر کبھی نہ پہنے۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا آپؒ کے ساتھ سلوک یہ تھا کہ جب تک بشر حافیؒ زندہ رہے بغداد کی گلیوں میں کسی جانور نے رہگزر پر بول و براز نہ کیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔ تذکرۃ الاولیاء میں تو یہ بھی لکھا دیکھنا مجھے یاد ہے کہ ایک بزرگ نے جب ایک جانور کو سرراہ گوبر کرتے دیکھا تو پوچھا کیا بشر حافی انتقال کر گیے؟ بعد کو پتہ چلا کہ واقعی بشر حافیؒ اس واقعے سے پہلے انتقال فرما چکے تھے۔

بشر حافیؒ کے قصے کے بظاہر محیر العقول حواشی کو نظر انداز کر دیا جاے تو بھی اس تذکرے سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ جو لوگ اللہ

تعالٰی سے اور اس کے صفاتی ناموں سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالٰی انہیں ضرور نوازتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ بشر حافیؒ نے اس بسم اللہ لکھے پارچے یا ہڈی کے ٹکڑے کو اٹھاتے ہوئے یہ قطعی نہیں سوچا ہوگا کہ یہ کسی 'مرتد' نے لکھا ہوگا یا کسی یہودی نے لکھا ہوگا، انہوں نے تو اپنے خدا کا نام لکھا دیکھا اور انہیں اس پر پیار آ گیا۔

کیوں نہ ہو؟ اللہ تعالٰی خود سورۃ الذاریات کی آیت نمبر ۵۷ میں فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا
لِيَعْبُدُونِ ۝٥٧

۵۷۔ اور میں نے جنّ و اِنس کو پیدا نہیں کیا مگر اس
غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔ ①

اور عبادت صرف پنجوقتہ نمازوں ہی کا نام نہیں۔ عبادت، اٹھتے بیٹھتے لیٹتے اللہ کا ذکر کرنا اور اس کی تخلیق پر غور کرتے ہوئے یہ کہنا بھی ہے کہ '**ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا، سبحٰنک فقنا عذا ب النّار۔**' کہ اے ہمارے رب تو نے ہرگز یہ بے مقصد نہیں پیدا کیا۔ پاک ہے تو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (یہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۹۲ کا ایک حصہ ہے)۔ عبادت اللہ تعالٰی کے ساتھ اور اس کے کلام کے ساتھ محبت بھی ہے۔ اور عبادت اللہ کے کلام کو دیکھ کر یا سن کر دلوں میں نرمی، اس کی محبت اور اس کے خوف کا آ جانا بھی ہے۔ سورۃ الانفال کی تیسری آیت اس کیفیت کو بخوبی بیان کرتی ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ
وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ
زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝٢

۳۔ مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا
ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اُس
کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں بڑھا
دیتی ہیں اور وہ اپنے ربّ پر ہی توکّل کرتے ہیں۔

جب بندے کے دل میں نرمی، خدا کا خوف، اور محبت، خدا کے لیے اور اس کی مخلوق کے لیے پیدا ہو جائے، تو خدا کو بھی اپنے بندے پر پیار آ جاتا ہے۔ اور ایک بشر حافیؒ کیا، اسلامی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ محبت، نرمی، خداخوفی، یا ایمان کے ایک معمولی مظاہرے نے چوروں کو قطب بنا دیا اور بظاہر بدتر از خلائق لوگوں کو منافع رساں عظمت کے مینار بنا دیا۔ دور کیوں جائیں؟ حضرت عمرؓ کی مثال دیکھ لیں۔ زمانہء جاہلیت کی تمام تر تندخوئی، اکڑ اور جہالت لیے بہن کے گھر داخل ہوتے ہیں۔ بہن کو اور اس کو قرآن شریف پڑہانے والے کو خوب پیٹتے ہیں۔ پھر بہن کی ثابت قدمی کو دیکھ کر متاثر ہوتے ہیں اور بہن کا بہتا خون دیکھ کر پسیجتے ہیں، قرآن پڑھنے کی فرمائش کرتے ہیں، اور اللہ تعالٰی کی پناہ میں آ جاتے ہیں، یعنی ان لوگوں کی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں جن کی نشانی یہ ہے کہ جب اللہ تعالٰی کی آیات پڑھی جاتی ہیں وہ '**وجلت قلوبھم**' کے مصداق ہو جاتے ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ کے پیارے نام کی اور اس کے کلام کی تکریم سے اللہ کا پیار ملتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ویسا ہی پیار محمد رسول اللہ ﷺ کے نام اور آپ ﷺ کی سنت کی تکریم سے ملتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ خود سورة الاحزاب کی آیات ۵۷ اور ۵۸ میں فرماتا ہے :

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا ﴿۵۷﴾

۵۷۔ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔ ①

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ
اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
مُّهِيْنًا ﴿۵۸﴾

۵۸۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اس نے ان کے لئے رُسوا کُن عذاب تیار کیا ہے۔

اب ذرا اللہ اور رسول کے ناموں کو مٹانے کی کوشش کرنے والوں کا بیان ہو جاے۔ قرآن شریف کے مطابق جب کبھی اعلائے کلمۃ الحق کی کوشش ہوئی ہے کم فہم اور کم علم لوگوں نے اللہ کے رسولوں کو روکنے کی کوششیں کی ہیں۔ کہیں اللہ کے رسولوں کو تضحیک کا نشانہ بنایا گیا، کہیں ان کی صحیح الدماغی پر شبہ پیدا کیا گیا۔ کہیں ان کے لیے آگیں جلائی گئیں، اصلی یا مخالفت کی۔ کہیں عددی برتری پر انحصار کرتے ہوے جنگ وجدل یا شوروغل سے حق کی آواز دبانے کی کوششیں کی گئیں۔ کہیں اس بات پر ضدیں کی گئیں کہ اللہ تعالیٰ کی جن صفات کا تم ذکر کرتے ہو ہم ان کو نہیں مانتے۔ کہیں پرانی کتب میں تحریف کر کے یا ان کی گمراہ کن تاویلات کر کے نئی تعلیمات کی روشنی کو گویا گہنانے کی کوششیں کی گئیں۔ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نام لیواؤں کو انکے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔
آنحضرت ﷺ کے زمانے میں، خاص طور پر اہل کتاب کی طرف سے کی گئی ایسی کوششوں کے بارے میں سورة التوبه کی آیت ۳۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ
بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ
وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾

۳۲۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں۔ اور اللہ (ہر دوسری بات) رد کرتا ہے سوائے اس کے کہ اپنے نور کو مکمل کر دے خواہ کافر کیسا ہی ناپسند کریں۔

اور نور اللہ کیا ہے؟ نور اللہ وہ ہدایت کی روشنی ہے جو دلوں کو ایمان سے منور کر دیتی ہے، مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا ادراک دیتی ہے، اس کے احکام اور اس کی شریعت پر ہر حال میں عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشتی ہے، گویا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا اور

شیطان کے کفر کا حوصلہ بخشتی ہے۔ یہ نوراللہ ہی ہے جو دلوں پر جب اپنا عکس ڈالتا ہے تو کہیں اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کی تمنا رکھنے والے ابوبکرؓ بنا دیتا ہے، اور کہیں اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے والے شہید بنا دیتا ہے، کہیں قید و بند کے باوجود حق بات کہنے سے نہ ٹلنے والے احمد حنبلؒ بنا دیتا ہے، اور کہیں دور دراز علاقوں میں اسلام کی روح پہنچانے والے داتا گنج بخشؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ بنا دیتا ہے۔ یہ محض چند مثالیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے نور ہدایت کو پورا کرنے کے وعدے کے لاکھوں ثبوت امّت مسلمہ میں پیدا کئے ہیں، اور انشاءاللہ تا قیامت پیدا کرتا رہے گا۔

بات ہو رہی تھی اللہ اور اس کے رسولوں کے نام مٹانے کی کوشش کرنے والوں کی۔ گذشتہ زمانوں کے مکذبین کا حال قرآن کریم میں خصوصی ذکر یا عمومی حوالے کی صورت میں متعدد آیات میں ملتا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ آل عمران ۱۳۸ویں آیت دیکھ لیں:

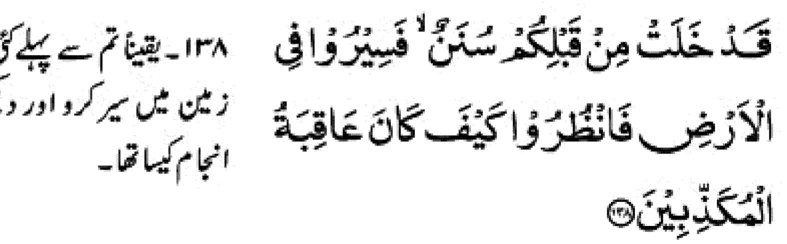

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيرُوا فِي
الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكَذِّبِينَ ﴿١٣٨﴾

۱۳۸۔ یقیناً تم سے پہلے کئی سنتیں گزر چکی ہیں۔ پس
زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا
انجام کیسا تھا۔

صرف یہی نہیں، بلکہ ان جھٹلانے والی قوموں، مثلاً نوحؑ کی قوم اور پھر عاد اور ثمود وغیرہ، پر جو بیتی اس کا بھی قرآن میں اکثر جگہوں پر ذکر ہے۔ اسی طرح ایسے لوگوں، مثلاً فرعون، کا بھی ذکر ملتا ہے جو اللہ اور رسول کے نام لیواوں کو مٹانے کی کوشش میں خود مٹ گئے۔

آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد کے بہت سے واقعات کا ذکر قرآن حکیم میں باقاعدہ حوالے سے نہیں ملتا، سو میں ان کو لیتا ہوں۔ تو دیکھیں کہ لوگ ابوالحکم سے ابوجہل کیسے بنتے ہیں۔ قیصر و کسریٰ اپنی حکومتیں کس جرم کی پاداش میں گنواتے ہیں۔ ان سب کی کوشش یہ تھی کہ اللہ اور رسول کے نام لیواؤں کو مٹا دیں۔ مسلمانوں نے ابوجہل اور اس کی قبیل کے لوگوں کو کوئی تکلیف نہیں دی تھی اور قیصر و کسریٰ کی حکومتوں پر حملہ کرنے میں پہل نہیں کی تھی۔

ہم نے دیکھ لیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والوں اور ان کے ناموں کی تکریم کرنے والوں کو کیا کیا انعامات ملتے ہیں۔ ایسے میں کوئی صحیح الدماغ، راسخ العقیدہ مسلمان ایسا ہوگا جو صرف اس لیے اللہ اور رسول کے ناموں کو تڑوا کر گندی نالیوں میں پھکوانے کی ضد کرے گا کہ وہ ایک ‘مرزائی’ گھر پر یا ایک ‘مرزائی’ مسجد پر لکھے ہوئے ہیں؟ یا قرآن کریم کے ان نسخوں کی بے حرمتی کرے گا جو ایک احمدی کے، یا ایک عیسائی کے گھر سے ملیں؟ ترجمہ کا فرق ہوسکتا ہے، مگر عربی متن کے لیے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ بلکہ میرا تو ایمان ہے کہ قرآن کریم کا جان بوجھ کر غلط ترجمہ کرنے والے سب ایسے نابود ہونگے کہ

ان کا نشان بھی باقی نہ رہے گا اور یہ کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ متم نورہ کہہ کر اور سورۃ الحجر میں یہ کہہ کر:

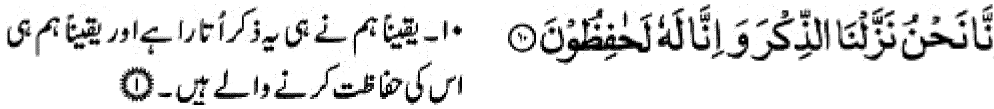
إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ⑩

۱۰۔ یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اُتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ①

ہم نے یہ بھی دیکھ لیا ہے کی اللہ اور اس کے رسول کے ناموں اور ان کے نام لیواؤں کو مٹانے کی کوششوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اب پاکستان میں گزشتہ چند سالوں سے کیا ہو رہا ہے، اس کے نتائج کیا نکل رہے ہیں اور ان کے اسباب کیا ہیں۔

احمدیوں پر کفر کے فتوے پرانے تھے۔ اکا دکا تشدد کی وارداتیں بھی ہو جاتی تھیں۔ ۱۹۵۳ء میں پنجاب میں احمدیوں کے خلاف ایجیٹیشن ہوا، جو کہ دبا دیا گیا۔ ۱۹۷۰ء تک حالات مناسب رہے اور ملک نے نمایاں ترقی کی۔ اس دوران میں جماعت احمدیہ نے بھی ترقی کی۔ بہت سے احمدی بھی، اپنی دیانت داری اور کارکردگی کی بنیاد پر نمایاں عہدوں پر پہنچ گیے۔

بھٹو صاحب آئے تو سیاست لائے اور سیاست میں ہمیشہ شور مچانے والوں اور ہجوموں کی سنی جاتی ہے۔ ۱۹۷۴ء میں شور مچانے والے جیت گئے، اور وہ لوگ جو احمدیوں سے دلائل میں کبھی نہ جیت پائے تھے ہجوم کی سیاست کے زور پر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں کامیاب ہو گئے۔ چند دن کی واہ واہ کے بعد بھٹو صاحب کی شامت اعمال نے انکو ضیاء الحق صاحب کی شکل میں گھیرا۔ ایک سیاسی قتل کی سازش میں ملوث ہونے کے الزام میں بھٹو صاحب پھانسی پا کر 'شہید' ہوئے۔ ادھر ضیاء صاحب نے جب 'جمہور' کے تیور دیکھے تو کہہ اٹھے کہ کوئی بھی سمجھدار سیاست دان احمدیوں کے ساتھ بھٹو صاحب سے زیادہ ظلم کر کے ہی اپنی لیڈری کو چمکا سکتا ہے۔ سو ضیاء صاحب نے اپنی لیڈری کو خوب چمکایا۔ احمدیوں کے خلاف زیادہ تر خلاف اسلام اور خلاف عقل قوانین انہی کے زمانے میں بنے اور ان 'اسلامی' قوانین کا اطلاق کچھ یوں ہوا کہ ان احمدیوں کو جو کہ اپنی خدمت اور دیانت کے بل پر اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے ان کی نوکریوں سے نکالا گیا اور ان کی جگہ پر سفارشیوں کو بھرتی کیا گیا۔

آخر ضیاء صاحب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق اس دار فانی سے کچھ یوں کوچ کر گئے کہ **كان لم يغنو فيها** کی مثال ان پر صادق آتی محسوس ہوتی تھی، گو کہ ایسا نہیں تھا۔ ضیاء صاحب اپنے پیچھے اپنے جبڑے کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑا مسئلہ جہادیوں کا چھوڑ گئے۔ ہوا یوں کہ روس کا افغانستان میں بڑھتا ہوا اثر و رسوخ امریکا بہادر کو بوجوہ اچھا نہیں لگا تھا۔ سو جمی کارٹر صاحب کے زمانے میں بعض افغان قبائلیوں کو پیسہ وغیرہ دے کر اس وقت کی افغان حکومت کے خلاف شورش پر آمادہ کیا گیا۔ اس پر روس کو بھی تاؤ آیا اور اس نے باقائدہ اپنی فوجیں افغانستان میں اتار دیں۔ (جمی کارٹر صاحب نے ایرانیوں کے ہاتھوں جو زک اٹھائی تھی اس کے پیش نظر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ایران کے لئے مسائل پیدا کرنا بھی ان کا مقصود رہا ہو۔)

پھر کچھ یوں ہوا کہ باقاعدہ جہاد کا اعلان ہوا اور بہت سی قومیتوں کے مسلمان اس مقدس جنگ میں شرکت کے لئے، براستہ

پاکستان، افغانستان پہنچے۔ انہی لوگوں میں بہت سے عرب بھی تھے اور تمام جہادیوں کے بعد کو ہونے والے سرخیل اسامہ بن لادن بھی تھے۔ یہ سب امریکا کے صدر ریگن صاحب کے زمانے میں ہوا۔ ترکیب اس کی کچھ یوں تھی کہ جہادی اپنی جانیں داو پر لگاتے تھے، امریکی اپنا اسلحہ اور ڈالر، سعودی اپنا مال اور جہادی داو پر لگاتے تھے، اور ضیاء صاحب کی حکومت ان کی بھرپور مدد کرتی تھی۔ دامے درمے تو قطعی نہیں، کہ دام و درہم کی تو ان کے ہاں بھی خاصی قلت تھی، لیکن دام و درہم لے کر ہر قسم کی مدد آنجناب کی حکومت نے خوب کی۔ اس مدد کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ پاکستان کو ایک حقیقی اسلامی ملک بنا دیا جائے، تا کہ ملک میں جہادی تنظیموں کو پنپنے کا موقعہ ملے۔ سو اپنے ضیاء صاحب نے تمام ضروری اقدامات کیئے، جن کے ذریعے ملاؤں کو خوش رکھا جا سکتا تھا۔ اور فی زمانہ ملاؤں کو خوش رکھنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ ایسے قوانین بنائے جائیں جو خدا اور رسول کے نام پر فساد اور خونریزی کے رستے کھول دیں۔

آخر ان سب کی کوششیں رنگ لائیں، روس کو افغانستان میں شکست ہوئی۔ نہ صرف یہ کہ روس کو شکست ہوئی، کچھ ہی عرصے کے بعد روس خود ہی شکستہ ہو گیا، اور روس کے اور گرم پانیوں کے درمیان فاصلہ کچھ اور بڑھ گیا۔ یہ ایک بہت بڑی بات تھی، لیکن اس کے ساتھ ہی بہت بری بات بھی تھی۔ بری بات اس لحاظ سے کہ شکست تو صرف روس کو ہوئی تھی لیکن فتح کے دعویدار بہت تھے۔ امریکا کو یہ زعم تھا کہ اس کا پیسہ لگا، اس کا اسلحہ لگا اور اس کی سیاست کامیاب ہوئی۔ مجاہدین اپنی جگہ اینٹھ رہے تھے کہ فتح تو انکی ہوئی ہے کہ لڑائی تو انہی نے کی تھی، چاہے غیر کے اسلحہ کے ساتھ کی۔ ادھر پاکستانیوں اور خاص طور پر پاکستانی ملاؤں اور ضیاء صاحب کو بجا طور پر یہ گمان تھا کہ اگر ان کی مدد شامل حال نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

ضیاء صاحب اور پاکستان کا علاج تو کچھ یوں ہوا کہ پہلے تو اسلحہ کا ایک گودام اڑا اور پھر ضیاء صاحب کا طیارہ اڑ گیا۔ رہے مجاہدین تو وہ افغانستان میں حکومت قائم کرنے کے کام میں الجھ گئے۔ امریکا بہادر نے حالات کا فائدہ اٹھایا، اپنے ذرائع ابلاغ کے بل بوتے پر اپنے فاتح ہونے کا اعلان کر دیا اور مجاہدین اور پاکستان سے اپنی بیزاری کا بھی اعلان کر دیا۔ ضیاء صاحب گئے تو تو جمہوریت پھر سے نمودار ہوئی۔ جمہوریت کیا تھی کرسیوں تک اور کرسیوں سے جیل خانے تک کی دوڑ جیسا ایک کھیل تھا جو کہ نواز شریف صاحب نے اور بینظیر صاحبہ نے گویا مل کر کھیلا۔ اس دوران میں عوام کو تو وعدہ فردا پر ٹرخایا گیا اور ملاؤں کو خوش رکھنے کو اسلام کے نام پر ظلم کے کچھ نئے طریقے وضع کیئے گئے۔ اس کھیل کو پرویز مشرف صاحب نے نواز شریف صاحب کی دوسری وزارت عظمیٰ کے زمانے میں ختم کیا۔

اس دوران میں اسامہ بن لادن صاحب، سعودیہ اور سوڈان سے منہ کی کھا کر واپس افغانستان، جو کہ انکی القاعدہ نامی تنظیم کا گڑھ تھا،

آ چکے تھے۔ ادھر افغانستان میں کچھ لڑ کر، کچھ آنکھیں دکھا کر، کچھ اسامہ بن لادن صاحب کی مدد سے اور کچھ پاکستان کی رہنمائی میں طالبان نے اپنی حکومت قائم کر لی۔ گو کہ امریکا نے افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلا کے تقریباً فوراً ہی بعد ہر قسم کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا تھا، طالبان کو پیسے کی کوئی خاص تنگی نہیں تھی۔ اسامہ بن لادن صاحب کے توسط سے پیسہ سعودیہ اور دوسرے عرب ممالک سے وافر آتا تھا، اور منشیات کا کاروبار بھی زوروں پر تھا۔

راوی کو چین لکھتے دیکھ کر اسامہ صاحب نے اپنی تنظیم کی طرف توجہ دی، اور تقریباً انہی فارمولوں پر اپنے جہاد کی بنیاد رکھی جو کہ ریگن صاحب کے زمانے میں امریکا نے افغان جہادیوں کو فراہم کئے تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ اب ہدف یا امریکا تھا یا امریکا کے اتحادی تھے، بلا تخصیص مذہب و ملت۔ اب یہ بات ایک لحاظ سے حیران کن بھی ہے اور سبق آموز بھی کہ اس سے قبل ملت اسلامیہ کی بہبود کے لئے کوئی ایک انگلی ہلانے کو تیار نہ تھا۔ پر جب اسلام کے نام پر دنیا میں خوف و ہراس پھیلانے کی دعوت دی گئی تو دنیا کے ہر کونے سے شورش پسند اور منشیات کے دھندے میں مشغول حضرات نے لبیک کہا اور ہر طرف اسلام کے نام پر فساد کرنے کی زیر زمین تنظیمیں وجود میں آ گئیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ امر کچھ ایسا حیرتناک نہیں کیونکہ اس سے کچھ ہی عرصہ پیشتر مولانا مودودی، اپنی تحریروں اور جماعت اسلامی کے ذریعے سے اپنے زعم میں اس 'حقیقت' کا پرچار کر چکے تھے کہ اسلام صرف اور صرف تلوار کے زور سے رائج ہو سکتا ہے۔

خیر تو امریکی مفادات پر جو ایک دو جگہ پر ضرب لگی تو گویا تنبیہ کے طور پر اس وقت کے امریکی صدر کلنٹن صاحب نے کچھ کاروائی کی۔ اس وقت تک معاملہ کچھ ، بہت دیر کی مہرباں آتے آتے کا سا ہو چکا تھا۔ یوں بھی کلنٹن صاحب کا دور صدارت ختم ہونے کو تھا، اس لئے لگتا ہے کہ وہ اس طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ خیر تو ان کے بعد جارج بش صاحب، امریکی صدروں کے حساب سے، ابھی کرسئ صدارات پر متمکن ہو بھی نہ پائے تھے کہ ۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ کا واقعہ ہو گیا۔ ذرا حالات سنبھل چکے تو بش صاحب نے بدلہ لینے کی سوچی۔ غور سے دیکھا جائے تو ۱۱/ستمبر کا واقعہ بغیر اعلان کے جنگ کی ذیل میں آتا تھا اور تمام دنیا کی ہمدردیاں امریکا کے ساتھ تھیں۔ امریکا نے پہلے تفتیش کی، پھر افغانستان کی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اسامہ بن لادن صاحب کو امریکا کے حوالے کر دے۔ یہ بات افغانیوں کو بوجوہ منظور نہ تھی۔ افغانیوں نے اسامہ بن لادن صاحب کو کسی غیر جانبدار ملک کے حوالے کرنے کی تجویز پیش کی جو کہ بش صاحب کو منظور نہ ہوئی، اور جنگ شروع ہو گئی۔

جلد ہی یہ بات ظاہر ہو گئی کہ چھوٹی موٹی سازشوں کے ذریعے نہتے شہریوں کو مار دینا اور بات ہے اور بپھری ہوئی دنیا کا مقابلہ کرنا اور بات۔ خیر تو تھوڑے ہی عرصے میں اسامہ بن لادن صاحب کی تنظیم کا شیرازہ بظاہر بکھر گیا، ان کے بہت سے ساتھی گرفتار ہو گئے،

بہت سے افغانستان اور پاکستان کے دشوار گزار علاقوں میں بکھر گئے اور اسامہ صاحب کو بھی روپوش ہونا پڑ گیا۔ اب القاعدہ کی قیادت کی نظر پاکستان کی طرف ہوئی۔ پاکستانیوں نے روس کے خلاف مجاہدین کی جو مدد کی تھی اس سے تو یہ ظاہر ہوا تھا کہ پاکستانی خاصے بھروسے کے لائق لوگ تھے پھر باوجود ایک ایٹمی طاقت ہونے کے انہوں نے افغانوں کی، امریکا کے خلاف، مدد کیوں نہ کی؟ لگتا ہے کہ فیصلہ یہ ہوا کہ پاکستانی تو اچھے مسلمان ہیں، یعنی اسلام کے نام پر ہر قسم کی غنڈہ گردی کی حمایت کو تیار ہیں، صرف یہ فوجی قیادت ہے جو ان کو روکے ہوئے ہے۔ سو اسامہ صاحب نے یا انکے کسی ہم شکل ہم آواز بروز نے پاکستانی عوام کو مشرف صاحب کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی تلقین شروع کی۔

یہاں مسئلہ یہ ہے کہ زیادہ تر پڑھے لکھے پاکستانی کم از کم دل سے اسلام کے نام پر کی جانے والی زیادتیوں کو برا جانتے ہیں، اور زیادہ تر پڑھے لکھے لوگ ہی سیاست میں آتے ہیں۔ سو القاعدہ والوں کی حکومت میں تو شنوائی نہ ہوئی، حکومت بدلنے کے بعد بھی، لیکن کم تعلیم یافتہ لوگوں میں خاص طور پر شمال مغربی سرحدی علاقوں میں پاکستانی طالبان نے زور پکڑ لیا۔

اب صورتحال یہ ہے کہ پاکستانی طالبان کی سرکوبی کے لئے پاکستانی فوج وزیرستان میں ہے اور طالبان پاکستان کے مختلف شہروں میں بم دھماکے کر کے بے گناہ مسلمانوں کو غیر مسلم کہہ کر مار رہے ہیں۔ پاکستان کا علاقہ جو کہ ایک زمانہ میں آدھے ہندوستان کو اناج فراہم کر سکتا تھا آج وہاں کی اکثریت دانے دانے کو ترستی ہے۔ ملک میں ایسے لوگ ناپید ہیں جو مہارت سے اور ذمہ داری سے ملکی نظام کو سنبھال سکیں۔ جس کی وجہ سے لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ دنیا بھر میں اسلام کو غنڈہ گردوں کے مذہب کے نام سے، اکثر القاعدہ سے متعلق مثالوں کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے، اور اس وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ ہر طرح کی زیادتی روا رکھی جا رہی ہے۔ چونکہ عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کے القاعدہ کا پاکستان کے حکمران طبقے کے ساتھ گٹھ جوڑ ہے، اس لئے پاکستانی زیادہ مطعون ہوتے ہیں۔

اس صورتحال کو دیکھ کر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اسلام پر جان فدا کرنے والوں کے ساتھ، نعوذ باللہ، یہی سلوک کرتا ہے؟ اس سوال کا جواب اس سوال کے ساتھ بھی دیا جا سکتا ہے: کیا آج کل کے اسلام کے فدائی خدائی احکامات کی پیروی پورے طور سے کرتے ہیں؟ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی پاک کتاب کی سورۃ حٰم السجدۃ کی آیات ۳۱-۳۳ میں یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا
تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۱﴾

۳۱۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیار کی، اُن پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي
الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ
اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۲﴾ ط

۳۲۔ ہم اس دنیوی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔ اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہوگا جس کی تمہارے نفس خواہش کرتے ہیں اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہوگا جو تم طلب کرتے ہو۔ ①

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۳﴾ ع

۳۳۔ یہ بہت بخشنے والے (اور) بار بار رحم کرنے والے کی طرف سے مہمانی کے طور پر ہے۔

اس وعدہ کے مطابق، جو لوگ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانتے ہیں اور اس یقین پر استقامت دکھاتے ہیں ان کی خدمت پر اس دنیا میں اور آخرت میں فرشتے مامور ہونگے۔ آج حالت تو یہ ہے کہ معمولی سے لالچ پر ایک ملا خلق خدا کو مارنے کا فتویٰ دے دیتا ہے، بعض جگہ لالچ صرف اتنا ہوتا ہے کہ فلاں جگہ ایک بڑے مجمع سے خطاب کرنے کا موقعہ ملے گا، پیسے ملیں گے، تصویریں اتریں گی اور اخباروں میں نام آئے گا۔ کیا اللہ کو رب ماننے والوں کو اس قسم کے لالچ زیب دیتے ہیں؟ کیا یہ استقامت کے نمونے ہیں؟ کیا دنیوی فوائد کو خدا بنا کر ہم اللہ تعالیٰ سے مدد کی امید رکھتے ہیں؟ (میں نے یہاں صرف ملاؤں کا ذکر کیا ہے، عام مسلمانوں کی حالت تو اس سے بھی گئی گزری ہے۔ ذاتی تجربہ سے کہتا ہوں کہ بہت سے لوگ خدا کو جلی کٹی سنا دیتے ہیں پر پیر دستگیر کے نام کی نیاز دینے میں کوتاہی کو کفر کے مترادف جانتے ہیں۔)

پھر یہ کہ ملا صاحب تو یہ فتویٰ دے کر چلے جاتے ہیں کہ فلاں فرقے کے لوگ مرتد ہیں اور واجب القتل ہیں، اگلے روز کچھ اسلام کے فدائی ایک ہجوم بنا کر نکلتے ہیں اور مولانا صاحب کے نشان کردہ فرقے کے چند ایسے لوگوں کو اپنے عتاب کا نشانہ بناتے ہیں جو اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی سکت نہیں رکھتے۔ اس عمل میں اگر کوئی مر جائے تو حملہ آوروں کی نظر میں جہنم رسید ہوا، اور معتوب فرقے والوں کی نظر میں شہید ہوا۔ اگر قرآن شریف کی بے حرمتی ہو جائے تو وہ انکا قرآن تھا اور اگر کلمہ لکھی چیز کو توڑ کر یا پھاڑ کر نالی میں ڈال دیا تو وہ انکا کلمہ تھا۔ اگر معتوب فرقے کے لوگ جواباً ایسی ہی حرکتیں، اپنی اکثریت والے علاقے میں کر گزریں تو وہ صورتحال گویا ایک حد ہوگی حماقت کی جو کہ صرف اور صرف ایک قطعی طور پر جاہل اور جہنمی معاشرے میں ظہور پذیر ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں

ایسی صورتحال سے بچالے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک فرقے کو ایسی زیادتیوں کی اجازت ہوسکتی ہے؟ کیا یہی اسلام ہے جو حضرت رسول اکرم ﷺ لے کر آئے تھے؟ کیا یہی اسلام ہے جو قرآن پیش کرتا ہے؟ اگر یہی اسلام ہے تو جن کو اللہ تعالیٰ نے ذرا بھی عقل دے رکھی وہ تو اس سے بیزاری کا اعلان کریں گے۔ تو ہمارے اب تک کے مشاہدے کی رو سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمان جادہ حق سے روگردان ہوگئے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی طرف توجہ کرنا چھوڑ دی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اوپر کے بیان سے متاثر ہوکر چند سعید ارواح یہ سوچنے پر مجبور ہوجائیں کہ واقعی مختلف فرقوں کے ایک دوسرے کے بارے میں تکفیری فتاویٰ اور نتیجتاً مارکٹائی سے اسلام کی ہتک کا پہلو نکلتا ہے۔ شاید چند خداترس حضرات یہ بھی یاد کریں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کہہ رکھا ہے قرآن شریف کی سورۃ الانفال میں کہ آپس میں اختلاف نہ رکھو کہ اس سے تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی:

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا
فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ
وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۚ﴿۴۷﴾

۴۷۔ اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

پر اس بات کا احتمال پھر بھی ہے کہ ہر فرقے کے ملا یہ کہیں کہ ہم ٹھیک ہیں، باقی سب غلط ہیں لہٰذا باقیوں کو توبہ کر کے ہم میں شامل ہوجانا چاہیئے۔ امید ہے کہ ذیل کے بیان سے کچھ اس کا ازالہ ہوجائے گا۔

یہ تو طے ہے کہ جو اللہ کے معبود حقیقی ہونے کا اور آنحضرت ﷺ کے اللہ کے نبی ہونے کا اقرار نہیں کرتا وہ اپنے مسلمان ہونے کا بھی اعلان نہیں کرتا۔ ان دونوں باتوں کا اقرار کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ قرآن کریم کو بھی ایک سچی کتاب مانے اور ایسی تمام حدیثوں کو بھی مانے جو کہ قرآن شریف کے کسی طور خلاف نہیں جاتیں۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوچکا ہے، قرآن کریم میں لکھا ہے

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا ﴿۵۷﴾

۵۷۔ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔ ①

جس نبی ﷺ پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور جس نبی ﷺ پر وہ اپنے مسلمان بندوں کو درود بھیجنے کی تلقین کرتا ہے اس نبی ﷺ کی تکریم اللہ تعالیٰ کو کس قدر عزیز ہوگی؟ اس بات کا اظہار قرآن کریم میں کئی جگہ ہوتا ہے۔ موجودہ بیان کے لحاظ سے بہترین مثال ہے سورۃ الحجرات کی آیت جس میں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ حکم دیتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ
بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ
تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲

۲۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کی آواز سے
اپنی آوازیں بلند نہ کیا کرو اور جس طرح تم میں
سے بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں سے اونچی آواز
میں باتیں کرتے ہیں اس کے سامنے اونچی بات نہ
کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں
اور تمہیں پتہ تک نہ چلے۔

یعنی اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کیا کرو۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آدمی کب اپنی آواز کو دوسرے کی آواز سے بلند کرتا ہے؟ اس وقت جب آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ اسکی رائے دوسرے کی رائے سے زیادہ فوقیت رکھتی ہے۔ گویا کہ اپنی رائے کو رسول ﷺ کی رائے پر فوقیت دینے کی ممانعت کی ہے اللہ تعالٰی نے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون ایسا شقی ہوگا جو مسلمان ہونے کا دعوا رکھنے کے باوجود اپنی رائے کو رسول ﷺ کی رائے سے بہتر خیال کرے گا؟ میرے خیال میں ہر شخص جو کہ کسی بھی، کعبے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے والے، شعائرِ اسلامی کے پابند کلمہ گو کو دائرہ اسلام سے خارج گردانے وہ اپنی رائے کو رسول ﷺ کی رائے پر فوقیت دیتا ہے۔ اپنے اس خیال کی توثیق میں آنحضرت ﷺ کی درج ذیل حدیث سے لاتا ہوں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

من صلَّی صلاتنا واستقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالک المسلمُ الَّذی له ذمة الله وذمةالرسوله فلا تخفروالله فی ذمته۔ (ترجمہ: جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت میں ہے۔ پس اللہ کے ساتھ اس کی پناہ میں آنے والے کے سلسلے میں عہد شکنی نہ کرو۔)

یہ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور صحیح بخاری میں قبلہ سے متعلق احادیث میں آسانی سے مل سکتی ہے۔ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالٰی نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی کہ آنے والے زمانوں میں بعض لوگ عقائد کے معمولی اختلافات کو بنیاد بنا کر اپنے مسلمان بھائیوں کو ایذا دینے میں سعی کریں گے۔ اسی لئے ہمارے آقا ﷺ نے سخت الفاظ میں تنبیہ کی اور مسلمان کی تعریف کو ممکنہ حد تک آسان، اور ظاہری اعمال پر منحصر رکھا۔

اس حدیث کے قول رسول ﷺ ہونے میں کسی شبہ کی بھی گنجائش نہیں کہ یہ صحیح بخاری میں ہے اور قرآن کریم کی آیات سے متعارض بھی نہیں، بلکہ قرآن شریف کی کچھ آیات اس کی تصدیق کرتی نظر آتی ہیں مثلاً سورۃ النساء کی آیت ۹۵ کہ جو تم کو سلام کہے اس کو یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ اس کے علاوہ لا اکراہ فی الدین سے بھی اس حدیث کو تقویت ملتی ہے۔ جہاں تک دل میں کچھ عقیدہ رکھنے اور ظاہری اطوار سے مسلمان نظر آنے یا زبان سے اقرار کرنے والوں کا تعلق ہے، اس کی تصریح بھی اسی ایک

حدیث میں یہ کہہ کر فرما دی کہ اللہ اور رسول ایسے لوگوں کے خود ذمہ دار ہیں، یعنی وہ اللہ اور رسول کی امان میں ہیں۔ ہاں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا ذکر ضرور فرمایا ہے، ان کے لئے آخرت کی سزاؤں کا بھی ذکر فرمایا ہے اور ایسے منافقوں سے قتال کا بھی حکم صادر فرمایا ہے جو کہ مسلمانوں کو قتل کرنے کی کوشش کریں۔ صرف یہی نہیں متعدد حدیثیں ایسی ملتی ہیں جن میں کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کے آپس کے قتال کی ممانعت فرمائی ہے۔ اور تو اور حجۃ الوداع کے خطبے میں بھی ہمارے آقا ﷺ نے بے انصافی نفرت اور خون خرابہ کے رستے بند کرنے کی کوشش فرمائی اور حکم دیا کہ ان باتوں کو خود بھی یاد رکھو اور دوسروں تک پہنچاؤ۔

اس بحث سے مجھے تو یہی ثابت ہوتا نظر آتا ہے کہ جو علماء معمولی معمولی عقائد کے فرق کو بنیاد بنا کر دوسرے فرقوں کے لوگوں کو مرتد اور واجب القتل قرار دیتے ہیں اور انکے اسلام کے ساتھ محبت کے نشانوں کی، ان کے قرآنوں اور ان کی مسجدوں کی بے حرمتی کو روا سمجھتے ہیں وہ گویا اپنی نفرت بھری آوازوں کو حضرت رحمت اللعالمین ﷺ کی محبت بھری آواز سے بلند کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر بلکہ تمام عالم اسلام پر رحم فرمائے، کیونکہ ایسے لوگوں کی صرف پاکستان ہی میں نہیں کل عالم اسلام میں بہتات ہوتی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حضرت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کے پیش نظر میرا یہ خوف بجا ہے کہ ان لوگوں کی اس اہانت رسول کی وجہ سے کہیں امت مسلمہ پر خدا کا قہر نہ ٹوٹ پڑے۔ گو کہ اس سے بڑا خدائی قہر کیا ہوگا کہ امت مسلمہ کے دشمن ہم کو ہمارے ہی بعض علماء کے بیانات اور تاویلات مہیا کر کے آپس میں لڑنے پر اکساتے ہیں اور ہم لڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کافر گروں کے گناہوں کی پاداش سے بچائے۔